# فیصلہ کن

# مناظرہ

## جھوک وڑھیل بہاولپور

مؤلفہ

مناظر اعظم علامہ مولانا محمد عبدالستار تونسوی مدظلہ

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اور اللہ جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں سیدھے راستے کی

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

فیصلہ کُن

# مُناظرہ

جھوک وڈھیل ——————— بہاول پور

در بارۂ

## بناتِ سیّد الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم

یہ ہمیشہ کے لیے فیصلہ کن مناظرہ ہے جو کہ ضلع بہاول پور میں حضرت العلامہ مولانا محمد عبد الستار صاحب تونسوی مناظرِ اعظم اہل السنۃ و مناظرِ شیعہ مولوی محمد اسمٰعیل گوجروی کے درمیان ہوا جس میں مولوی محمد اسمٰعیل شیعہ لاجواب مبہوت ہو کر میدانِ مناظرہ چھوڑ گیا جس پر علاقہ کے شیعہ و سُنی ہزاروں مسلمان گواہ ہیں، اور جس سے سب حاضرین کو یقینِ کامل ہو گیا کہ واقعی شیعہ حضرات کی کتابوں میں ائمہ کرام کے معتبر ارشادات سے ثابت ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں چار تھیں۔ مناظرِ شیعہ کوئی ایک معتبر روایت ایسی نہ پیش کر سکا جس سے ثابت ہوتا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی حضرت سیدۃ النساء بی بی فاطمۃ الزہراءؓ تھیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

# روئداد مناظرہ جھوک وڈھیل ضلع بہاولپور

اِس مناظرہ کی حقیقتِ حال حسبِ ذیل ہے :-

مورخہ ۶ شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ کو مسمیان حاجی خدا بخش صاحب اہلِ سُنّت اور ملک سونہارا صاحب گروہ شیعہ نے باہم طے کیا کہ ہم دونوں اپنے اپنے مذہب کے علماء کو دعوت دے کر تحقیقِ حق کے پیشِ نظر مسئلہ بناتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر مناظرہ کرائیں اور ہم ہر دو فریق اپنے اپنے علماء کو مورخہ ۷ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ کو بمقام جھوک وڈھیل ضلع بہاولپور آنے کی دعوت دیں اور اس مسئلہ میں جو فریق حق پر ہوگا اس فریق کے مذہب کے باقی تمام مسائل بھی حق ہوں گے اور باہم حسبِ ذیل شرائطِ مناظرہ تحریر کر دیے :-

# شرائطِ مناظرہ

۷۸۶

مناظرہ مابین شیعہ و سُنّی حاجی خدا بخش صاحب و ملک سونہارا گرہ وہ صاحب بتاریخ ۷ شوال المکرم ۱۳۸۷ھ از طرف اہلِ سنت علامہ عبد الستار صاحب تونسوی یا سید محمد علی شاہ صاحب، و از طرف اہلِ تشیع مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یا مولوی سعید الرحمٰن صاحب اس مسئلہ پر تحقیق

کریں گے کہ شیعہ مولوی صاحب اپنی کتابوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بارہ ائمہ کرام کے معتبر اقوال سے ثابت کریں گے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی دختر فاطمۃ الزہرا علیہا السلام تھیں، باقی تین بیبیاں حضور نبی کریم علیہ السلام کی دختران نہ تھیں، بلکہ کسی دوسرے شخص کی تھیں، ان کے والد کا نام کیا تھا؟

سنی مولوی صاحب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بارہ ائمہ کرام کے معتبر اقوال سے شیعہ کتابوں سے ثابت کریں گے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار دختران تھیں اور سگی بہنیں تھیں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن مبارک سے تھیں۔ یہ تحقیق مسئلہ بمقام جھوک وڑھیل بوقت بارہ بجے دن ہوگی۔ اگر شیعہ مولوی صاحب نہ آئے تو ملک سونہارا صاحب گروہ (شیعہ) اڑھائی صد روپیہ حاجی خدابخش صاحب (سنی) کو اور اگر سنی مولوی صاحب نہ آئے تو حاجی خدابخش صاحب اڑھائی سو روپے ادا کریں گے بطور خرچہ و ہرجہ۔ ہر طرف سے ۲ دو ۲ دو ثالث مقرر ہوں گے۔ جن کو ہر ایک فریق کا عالم حوالہ دکھائے گا۔ ثالث حوالہ دیکھیں گے۔ دوسری کوئی تقریر نہ ہوگی۔ کسی کو زیادہ بولنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ جس فریق نے مسئلہ ثابت کر دیا دوسرا فریق جھوٹا تصور ہوگا۔ تاریخ ڈائری ۱۹۶۸ء کے موجب ہوگی۔ کسی عالم صاحب کو بنات النبیؐ کے مسئلہ کے علاوہ دوسرا مسئلہ چلانے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ ایک دختر یا چار دختران کا صاف صاف الفاظ میں

CamScanner

بیان ہوگا۔ مورخہ ۶ر شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ

دستخط اہل سنت دستخط شیعہ

خدابخش بقلم خود سونہارا بقلم خود

چنانچہ مورخہ ۷ر شوال المکرم ۱۳۸۷ھ کو حضرت العلامہ مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی اور حضرت مولانا سید محمد علی شاہ صاحب بمقام جھوک وڑھیل ضلع بہاول پور گیارہ بجے دن مقررہ مقام مناظرہ پر تشریف فرما ہوئے۔ علاقہ کے مسلمانوں کا ہزاروں کی تعداد میں مجمع ہوگیا۔

شیعہ حضرات کے مناظر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب و مولوی سعید الرحمٰن وہاں امام باڑے میں موجود تھے۔

مناظر اہل السنۃ حضرت العلامہ تونسوی مدظلہ کی تشریف آوری کے بعد فوراً ملک سونہارا شیعہ اور حاجی خدابخش سُنی دونوں حضرات بمع دیگر معززین سید علی شاہ صاحب چیرمین و سید روشن شاہ صاحب و ملک عبدالقادر صاحب و ملک امام بخش صاحب، ملک محمد رمضان صاحب چیرمین نوشہرہ وغیرہ۔ امام باڑہ میں مولوی محمد اسمٰعیل مناظرِ شیعہ کے پاس تشریف لے گئے اور ملک سونہارا صاحب شیعہ کے ذریعہ مولوی محمد اسمٰعیل کی خدمت میں کہا کہ مناظر اہل سنت میدانِ مناظرہ میں تشریف لا چکے ہیں آپ بھی میدانِ مناظرہ میں تشریف لے چلیں کیوں کہ حسب شرائط مناظرہ

بارہ بجے دن کا ٹائم ہو چکا ہے وہاں تشریف لے جاکر اپنے دو ثالث بھی میدانِ مناظرہ میں مقرر فرمائیں کیوں کہ اہلِ سنت اپنے دو ثالث حسبِ شرائط مسمیان علامہ سیّد محمد عبدالستار شاہ صاحب بخاری حسنی حسینی پپلوی اور علامہ حافظ اللہ بخش صاحب کو مقرر کر چکے ہیں۔

اس پر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ملک سونہارا شیعہ ذمہ دارِ مناظرہ پر سخت برہم و غصہ ہو کر گالیاں دینے لگا کہ میں اس مسئلہ بنات پر ہرگز مناظرہ نہیں کرتا۔ مسئلہ خلافت یا مسئلہ فدک یا جنازۃ الرسول یا مسئلہ ماتم پر مناظرہ کروں گا۔

ملک سونہارا (شیعہ) حضور والا! ہم عرصہ سے ایک دوسرے سے شرائطِ مناظرہ طے کر چکے ہیں اور ایک دوسرے کو تحریریں دے چکے ہیں کہ اس مسئلہ بنات کے سوا دوسرے کسی مسئلہ پر مناظرہ نہ ہوگا۔

مولوی محمد اسمٰعیل شیعہ۔ جناب سیّدۃ النساء بی بی فاطمۃ الزہرا رضؓ کو حق نہیں دیا گیا۔ لہٰذا میں اس مسئلہ پر بحث کروں گا نہ کہ بنات کے مسئلہ پر۔

اس پر حاضرین شیعہ و سنی معززین نے عرض کیا کہ حضرت پہلے پیدائش ہوتی ہے اور پھر حقوق ہوتے ہیں۔ اگر آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بارہ ائمہ کرام کے معتبر فرمان سے اپنی شیعہ کتابوں سے

ثابت کر دیا کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی صرف ایک سیدہ فاطمہؓ تھیں، تو پھر آپ کا سارا مذہب سچا ثابت ہو جائے گا اور یہ بات بھی ہم مان لیں گے کہ واقعی سیدہ بی بی فاطمہؓ کو حق نہیں دیا گیا۔

اس بحث تمحیص پر بہت وقت خرچ ہو گیا۔ حتیٰ کہ ایک بجے کا ٹائم ہو گیا تو اس وقت علاقہ کے معززین میدانِ مناظرہ میں علامہ تونسوی مدظلہٗ کی خدمت میں واپس آئے کہ شیعہ مولوی صاحب تو میدان میں نہیں آتا اور نہ حوالے دکھاتا ہے تو اس پر علامہ تونسوی نے تمام علاقہ کے سنی و شیعہ ہزاروں مسلمانوں کے مجمع میں علی الاعلان فرمایا کہ اگر وہ نہیں آتا تو تم تمام سنی و شیعہ محبت پیار سے تحقیقِ حق کے لیے یہاں نہایت سکون سے بیٹھو۔ میں تم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب ائمہ کرام کے معتبر اقوال شیعہ کتابوں سے دکھاتا ہوں کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں چار تھیں جن کے والد ماجد بزرگوار حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اور جن کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ طیبہ طاہرہ تھیں۔ یہ سب بیبیاں حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء کی سگی بہنیں تھیں۔ اور حضرت علامہ تونسوی نے فرمایا میں تم لوگوں کا نمک خوار ہوں اگر یہ مسئلہ کتب شیعہ سے نہ دکھا سکوں تو آپ حضرات کو میں حق دیتا ہوں کہ تم میری زبان کاٹ لو۔

میں تم لوگوں شیعہ و سنی حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ عرض کرتا ہوں کہ تم لوگ خداوند تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر اگر اس مسئلہ کا فیصلہ کرانا چاہتے ہو تو شیعہ مولوی صاحبان جو یہاں موجود ہیں ان کو مجبور کرد کہ وہ اس مسئلہ کا شرائط کے مطابق فیصلہ کریں اور ٹال مٹول نہ کریں اگر شیعہ مولوی صاحب میدان میں نہیں آتے تو سمجھ لو کہ ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔

آخر یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اولاد کا مسئلہ ہے کوئی معمولی مسئلہ نہیں۔ اگر حضور پاکؐ کی صرف ایک ہی صاحب زادی سیدہ فاطمہ رضؓ تھیں اور ہم سُنی لوگ غیروں کی لڑکیوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد بناتے دکھاتے ہیں تو ہم بڑے مجرم و مفتری ہیں اور اگر فی الواقع حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں چار تھیں تو شیعہ حضرات کس قدر ظلم اور آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی حقیقی بیٹیوں کو آپ کے نسب و نسل سے خارج کر کے ان کے لیے دوسرے باپ بناتے پھرتے ہیں۔

علامہ تونسوی صاحب نے فرمایا اگرچہ شرائطِ مناظرہ میں ہمارے ساتھ سخت بے انصافی کی گئی ہے اور شیعہ مناظر کی اچھی خاصی رعایت کی گئی ہے کہ وہ تو اس مسئلہ میں اپنی شیعہ کتابوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بارہ ائمہ کرام کے معتبر ارشادات پیش کریگا

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی صرف سیدہ فاطمہؓ تھیں اور باقی تین صاحب زادیوں کا باپ اور تھا، مگر ہم اہل سنت اپنی کتابوں سے ثبوت نہ دے سکیں گے بلکہ صرف شیعہ کتابوں سے ثبوت دیں گے۔ اس ناانصافی کے باوجود میں تو تمہاری طے کردہ شرائط کا احترام اور پابندی کرتے ہوئے حاضر ہوں کہ صرف شیعہ حضرات کی کتابوں ہی سے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ کرام کے معتبر اقوال سے ثبوت دوں گا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں چار تھیں۔ اگر اس رعایت کے باوجود شیعہ مناظر نہیں آتے اور حسب شرائط ثالثوں کو حوالے نہیں دکھا سکتے تو میں آپ حضرات کے ثالثوں اور دوسرے پڑھے لکھے لوگوں اور تمام شیعہ و سنی بھائیوں کو حوالے سنانے اور دکھانے کے لیے اور آپ حضرات کی ہر قسم کی تسلی کرانے کے لیے تیار ہوں جس کو حوالے دیکھنے ہوں خوشی سے دیکھ سکتا ہے۔

حضرت علامہ تونسوی کے اس اعلان کے بعد شیعہ حضرات نے جاکر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو کہا کہ آپ ہم کو شرمسار کر رہے ہیں، مہربانی فرما کر آپ بھی شرائط کے مطابق میدانِ مناظرہ میں چل کر ثالثوں کو حوالے دکھائیں۔ چوں کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب عام لوگوں کے سامنے تو اپنی چستی و چالاکی سے تقریریں کر لیا کرتے ہیں مگر اب پڑھے لکھے سمجھدار ثالثوں کے سامنے ثبوت پیش کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی، سخت

گھبراہٹ میں مبتلا تھے اور شیعہ حضرات بھی سخت پریشانی اور پشیمانی کی حالت میں کہہ رہے تھے آئندہ کبھی اس کو نہیں بلائیں گے اب بھی غلطی ہوئی کسی دوسرے مناظر کو بلانا تھا۔

ان باتوں کے سننے اور شیعہ عوام کے تنگ کرنے سے مجبوراً شیعہ مناظر دو بجے کے بعد میدانِ مناظرہ میں آئے تو معززین نے کہا حسبِ شرائط اہلِ سنت تو اپنے دو ثالث مقرر کر چکے ہیں تم بھی اپنے شیعہ ثالث مقرر کر دو پھر حوالے دکھائیے۔ مگر شیعہ مناظر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ٹال مٹول کرتے رہے۔ اس دوران میں معززین کے ساتھ اہل سنت کے مقررہ دو ثالث علامہ سید عبدالستار شاہ صاحب حسنی حسینی پپلوی اور علامہ اللہ بخش صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس جا کر کہا کہ اگر کوئی حوالہ آپ کے پاس ہے تو دکھاؤ اور اپنے دو شیعہ ثالث بھی حضرت علامہ تونسوی کے پاس بھیجو وہ حوالے دکھانے کے لیے تیار ہیں۔ پھر شیعہ حضرات نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو تنگ اور مجبور کیا کہ اگر کوئی حوالہ ہے تو ان کو دکھاؤ۔ جس پر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے صافی شرح اصول کافی سے اصول کافی کے الفاظ پڑھے "روی ایضا انہ لم یولد بعد المبعث الا فاطمۃ علیھا السلام" (یہ بھی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت کے بعد سوائے حضرت فاطمہ رض کے اور کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی) دیکھو ہماری معتبر کتاب

اصول کافی میں ہے کہ سوائے سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے کوئی اولاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہوئی۔ اس پر اہلِ سنت کے ثالثوں نے مطالبہ کیا کہ یہ حوالہ ہم کو دکھاؤ۔ شیعہ مناظر نے ٹال مٹول کے بعد بصد مشکل ان کو کتاب دکھائی تو اس کتاب میں یہ روایت اس طرح لکھی ہوئی تھی:-

تزوج خدیجۃ وھو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ منھا قبل مبعثہ القاسم ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولد لہ بعد المبعث الطیب والطاھر وفاطمۃ علیھا السلام

جناب رسول اللہ نے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا جب آپؐ کی عمر مبارک بیس سال سے کچھ زائد تھی۔ حضرت خدیجہ سے قبل از بعثت قاسم اور رقیہ و زینب و ام کلثوم پیدا ہوئے اور بعثت کے بعد طیب و طاہر اور فاطمہ علیہا السلام کا تولد ہوا۔

وروی ایضا انہ لم یولد بعد المبعث الا فاطمۃ وان الطیب والطاھر ولدا قبل مبعثہ

اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد از بعثت صرف حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں اور طیب و طاہر بعثت سے پہلے پیدا ہو چکے تھے۔

چنانچہ ثالثوں نے یہ ساری روایت پڑھ کر لوگوں کو سنائی کہ اس میں تو صاف لکھا ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں چار تھیں اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے جو ٹکڑا پڑھا تھا اس میں تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ طیب و طاہر کی ولادت

بعثت کے بعد ہونے کا بعض روایات میں ذکر آیا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ طیب وطاہر بعثت سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔ بعثت کے بعد صرف حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔ اس کتاب میں یہ تو نہیں لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی حضرت فاطمہ تھیں، بلکہ اس میں تو یہ لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہؓ سے چار بیٹیاں پیدا ہوئی تھیں۔ ثالثوں کی اس بات کے سننے سے مولوی محمد اسمٰعیل نہایت شرمسار ہوا اور سخت گھبراہٹ اور غصہ کی حالت میں ثالثوں سے کتاب چھین لی۔ اس کے بعد شیعہ مناظر کو کوئی حوالہ پیش کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ باوجود لوگوں کے بار بار مطالبہ کرنے کے کوئی حوالہ جب نہ دکھا سکا تو لوگوں نے شیعہ مناظر کو کہا تم اپنے دو ثالث مقرر کر کے بھیجو حضرت علامہ تونسوی مدظلہ شیعہ کتب سے حوالے دکھانے کے لیے تیار ہیں۔ ادھر علامہ تونسوی مدظلہ شیر کی طرح گرج کر فرما رہے تھے اگر مولوی محمد اسمٰعیل کوئی حوالہ نہیں دکھا سکتا اور میرا دعویٰ ہے کہ قیامت تک حسب شرائط کوئی حوالہ نہیں دکھا سکے گا، تو تم لوگ آؤ میں تم کو معتبر حوالے دکھاتا ہوں، حتیٰ کہ مولانا سید محمد علی شاہ صاحب حضرت علامہ تونسوی مدظلہ سے کتب شیعہ لے کر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس گئے کہ اپنے ثالث مقرر کرو اور یہ حوالے دیکھو۔ مگر ان کو ثالث مقرر کرنے کی ہمت نہ ہوئی تھی اور نہ ہوئی جس پر مولانا سید محمد علی شاہ صاحب کو شیعہ کے دوسرے

مولوی سعید الرحمٰن نے کہا مجھے حوالہ دکھاؤ۔ اس پر سید محمد علی شاہ صاحب نے کہا یہ اصل کتاب اصول کافی حضرت علامہ تونسوی مدظلہ سے میں لے آیا ہوں۔ تم تو کہتے تھے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی کا ثبوت ہے۔ مگر اس کے صفحہ ۲۷۸ سطر ۳ پر یہی روایت موجود ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کا ثبوت ہے تو مولوی سعید الرحمٰن شیعہ نے کہا کہ مجھے کتاب دکھاؤ کہاں ہے۔ حضرت سید محمد علی شاہ صاحب نے کتاب دی تو معززین کی موجودگی میں مولوی سعید الرحمٰن شیعہ نے اس روایت والا کتاب کا ورقہ پھاڑنا شروع کر دیا تو ملک مرید حسین صاحب نے اس بے تمیزی کو دیکھ کر فوراً شیعہ مولوی کا ہاتھ پکڑا اور حضرت علامہ تونسوی کی کتاب اس سے واپس لی۔ مگر کتاب کا وہ ورقہ جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں کا ثبوت ہے کچھ پھٹ چکا تھا۔

اس سے پہلے ہی حضرت علامہ تونسوی مدظلہ نے اپنے پرانے تجربہ کی بناء پر کہا تھا کہ احتیاط رکھنا یہ لوگ میری کتابوں کو حوالہ دیکھنے کے بہانے سے پھاڑنا شروع نہ کر دیں۔ اور اس حرکت کے دیکھنے کے بعد حاضرین کو یقین ہو گیا کہ شیعہ مناظرین کے پاس کوئی حوالہ اور ثبوت نہیں، اور حضرت علامہ تونسوی کے پاس کافی حوالے موجود ہیں۔ شیعہ مولوی صاحبان کے پاس علامہ تونسوی کی کتابیں پھاڑنے کے سوا اور کوئی جواب نہیں۔ ملک مرید حسین صاحب نے علانیہ کہا کہ میں نے شیعہ مولوی سے کتاب کو مشکل سے بچایا ہے

ہم کو یقین ہوگیا ہے کہ شیعہ مولوی صاحبان کے پاس علامہ تونسوی مدظلہ، کے مقابلے میں کوئی جواب اور کوئی حوالہ نہیں۔

اس کے بعد ہزاروں کے اس مجمع میں جناب سید علی شاہ صاحب چیرمین مکرڑہ ضلع بہاول پور نے اعلان کیا کہ آج سے پہلے میں یہ کہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی صرف سیدہ فاطمہ رض تھیں۔ مگر میں نے آج شیعہ حضرات کے ان چوٹی کے مناظر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وغیرہ کی لاجوابی اور دیگر کیفیات اور حضرت علامہ تونسوی مدظلہ کے دلائل کو دیکھ کر یقین کر لیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں چار تھیں، مجھے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا۔

حضرت علامہ تونسوی مدظلہ، نے اس ہزاروں کے مجمع میں نہایت اخلاص و استقلال سے اعلان کیا اگر شیعہ حضرات اپنے ثالث بھیج کر حوالے نہیں دیکھنا چاہتے تو میں تمام حاضرین شیعہ و سنی کے سامنے یہ حوالے سناتا دکھاتا ہوں جس شخص کو جو تسلی کرنی ہو کرانے کے لیے تیار ہوں۔ اس مسئلہ کے بارے میں جس شخص کا کوئی سوال یا خدشہ ہو اس کی بخوبی تشفی کر لے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آلِ پاک کا مسئلہ ہے کوئی معمولی مسئلہ نہیں۔ پھر جب معززینِ علاقہ نے دیکھا کہ کوئی شیعہ ثالث حوالے دیکھنے کے لیے نہیں آتا تو حضرت علامہ تونسوی مدظلہ کی خدمتِ عالیہ میں عرض کیا کہ آپ ضرور بالضرور ہم کو یہ

CamScanner

حوالے دکھا اور سنا دیجیے۔ اس پر علامہ تونسوی مدظلہ نے حسبِ ذیل حوالے ہزاروں شیعہ اور سنیوں کو دکھائے اور سنائے :-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پہلا ثبوت تبرکاً قرآن مجید سے ہے۔ فرمانِ خدا تعالے :-

| | |
|---|---|
| ۱۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِهِنَّ | اے نبی علیہ السلام اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے اور اہلِ ایمان کی عورتوں سے یہ کہہ دو کہ وہ اپنی چادروں سے گھونگھٹ نکال لیا کریں۔ |
| (سورہ احزاب، پ ۲۲) | (ترجمہ مقبول احمد شیعہ ص ۸۴۹) |

خود شیعہ مفسر کے ترجمہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ایک سے زائد تھیں جو کہ لفظِ جمع "بیٹیوں" سے واضح ہو رہا ہے۔

۲۔ فرمان جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم :-

| | |
|---|---|
| در حدیثِ معتبر از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منقول است ........ | معتبر حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے ......... |
| (مفصل روایت نقل کرتے ہوئے کہ حضرت رسول اللہؐ نے فرمایا) | |
| خدیجہ اور اخدا رحمت کند از من | اللہ تعالیٰ خدیجہ پر رحمت فرمائے کہ |

طاہر و مطہر بہم رسانید کہ او عبد اللہ بود و قاسم را آورد و رقیہ و فاطمہ و زینب و ام کلثوم ازد بہم رسید

ان سے میری اولاد پیدا ہوئی طاہر مطہر عبد اللہ اور قاسم، رقیہ اور فاطمہ اور زینب وام کلثوم۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۸۲ باب پنجم)

۳۔ فرمان جناب علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

سیّدنا علی المرتضیٰ رض نے حضرت سیّدنا عثمان رض کو فرمایا:۔

وانت اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشیجۃ رحم منھما وقد نلت من صھرہ مالم ینالا

(نھج البلاغہ مصری، ج ۲ ص ۸۵)

جس کا ترجمہ اور شرح حاج سیّد علی نقی نے فیض الاسلام میں یوں کیا ہے:۔

درحالیکہ تو از جہت خویشی برسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ازانہا نزدیک تری۔ چوں عثمان پسر عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف مے باشد و عبد مناف جد سوم حضرت رسول محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب است۔ واما ابوبکر عبد اللہ پسر ابوقحافہ عثمان ابن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب مے باشد و مرہ جد ششم پیغمبر اکرم است۔ واما عمر پسر خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن عدی

ابن کعب بودہ۔ وکعب جد ہفتم رسول خدا است۔ پس خویشاوندی عثمان
از ابوبکر و عمر بہ پیغمبر اکرم نزدیک تراست و بہ دامادی پیغمبر مرتبہ یافتہ ای
کہ ابوبکر و عمر نیافتند۔ عثمان رقیہ و ام کلثوم را کہ بنا بر مشہور دختران پیغمبر
اند بہمسری خود آورد۔ در اول رقیہ را و بعد از چند گاہ کہ آں مظلومہ وفات
نمود ام کلثوم را بجائے خواہر باو دادند۔

(فیض الاسلام ص۵۱۹)

یعنی حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا کہ تم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ سے رشتہ میں زیادہ قرابت ہے (کیوں کہ حضرت عثمانؓ تیسرے دادے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسب میں ملتے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ چھٹے دادے میں اور حضرت عمرؓ ساتویں دادے میں نسب میں ملتے ہیں)۔

اور تجھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا ایسا شرف حاصل ہے جو ابوبکر و عمر کو حاصل نہیں۔ کیونکہ حضرت عثمانؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا نکاح ہوا۔ پھر حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ سے حضرت عثمانؓ کا نکاح ہوا۔ حالانکہ جناب صدیقؓ و فاروقؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی حاصل نہیں ہوئی۔

فرمان حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ :-

۴۔ حدثنی جعفر بن محمد      حضرت امام جعفر صادق اپنے باپ حضرت

CS CamScanner

| | |
|---|---|
| عن ابيه قال ولد لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من خديجة القاسم والطاهر وام كلثوم ورقية وفاطمة وزينب | امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہؓ سے قاسم، طاہر اور ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ اور زینب پیدا ہوئے۔ |

(قرب الاسناد ص۶ سطر آخری)

فرمان امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ :-

| | |
|---|---|
| ۵۔ باب پنجاہ ویکم در بیان احوال اولاد امجاد آں حضرت است | باب ۵۱، حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کی اولادِ مبارک کے احوال میں ہے۔ |
| در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ ازبرائے رسولِ خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب حیات القلوب ج ۲ ص ۵۵۹ | قرب الاسناد میں معتبر سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت خدیجہ سے طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب پیدا ہوئے۔ |

نیز حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ کا فرمان ہے :-

| | |
|---|---|
| ۶۔ از حضرت صادق علیہ السلام | حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام |

روایت شدہ است کہ از برائے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب ۔

سے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت خدیجہ سے طاہر قاسم ، فاطمہ ، ام کلثوم ، رقیہ اور زینب پیدا ہوئے ۔

(منتہی الآمال ج ۱ ص ۷۹ مصنف شیخ عباس قمی) نیز امام جعفر صادق کا فرمان ہے :۔

۷۔ ابن بابویہ بسند معتبر از آں حضرت امام جعفر صادق روایت کردہ است کہ از برائے حضرت رسولِ خدا متولد شدند از خدیجہ قاسم و طاہر نام طاہر عبداللہ بود و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ ۔

ابن بابویہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے معتبر سند سے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت خدیجہ سے قاسم اور طاہر جن کا نام عبد اللہ تھا اور ام کلثوم ، رقیہ زینب اور فاطمہ پیدا ہوئے ۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۵۵۹)

حضرت امام مہدی کی تصدیق شدہ روایت ۔

۸۔ تزوج خدیجۃ وھو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ منھا قبل مبعثہ القاسم ورقیۃ و زینب وام کلثوم و ولد لہ بعد مبعثہ الطیب و

جناب رسول اللہ نے حضرت خدیجہ سے نکاح کیا جب کہ آپ کی عمر بیس اور تیس سال کے درمیان تھی ۔ حضرت خدیجہ سے بعثت سے پہلے قاسم اور رقیہ اور زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئے اور

| | |
|---|---|
| والطاہر والفاطمۃ علیہا السلام | بعثت کے بعد طیب و طاہر، فاطمہ |
| وروی ایضا انہ لم یولد لہ | علیہا السلام پیدا ہوئے۔ اور یہ بھی |
| بعد المبعث الا فاطمۃ و | روایت کیا گیا ہے کہ حضورؐ کو بعد از |
| ان الطیب و الطاہر ولدا | بعثت صرف حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں |
| قبل مبعثہ | طیب و طاہر بعثت سے پہلے پیدا |
| (اصول کافی، ص ۲۷۸ سطر ۲) | ہوئے تھے۔ |

اصول کافی مذہبِ شیعہ کی وہ کتاب ہے کہ جس کے صفحہ اول پر لکھا ہے کہ حضرت امام مہدی نے اس کتاب کا ملاحظہ فرما کر مہرِ تصدیق لگا دی۔

| | |
|---|---|
| قال امام العصر و حجۃ اللہ | حضرت امام مہدی نے فرمایا یہ کتاب |
| المنتظر ھذا کاف لشیعتنا | ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے۔ |

شاید اسی وجہ سے اس کتاب کا نام اصولِ کافی رکھا گیا ہے کہ امام مہدی نے اس کو کافی فرمایا ہے۔

۱۔ اس سے ثابت ہے کہ حضرت امام مہدی کے نزدیک حضرت رقیہ، زینب، ام کلثوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں ہیں۔ ورنہ امام مہدی قرآن مجید کے حکم اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ کو مدنظر رکھ کر ان تینوں بیبیوں کے ناموں کو اولادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خارج فرما دیتے۔

۲۔ یہ بات بھی واضح ہو کہ محمد بن یعقوب کلینی نے اصولِ کافی کی اِس

CamScanner

روایت میں یہ اختلاف تو نقل کیا ہے کہ کون سی اولاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے پیدا ہوئی اور کون سی اولاد بعثتِ نبوی کے بعد۔ لیکن محمد ابن یعقوب کلینی کو اپنی روایاتِ شیعہ میں یہ اختلاف کہیں نہیں ملا کہ حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ، حضرت زینبؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں، ورنہ اس اختلاف کو اختلافِ اول کی طرح ضرور ذکر فرماتے۔ جس سے واضح ہے کہ روایاتِ شیعہ میں یہ مسئلہ متفق علیہا ہے۔

۳۔ نیز یہ بھی واضح ہو کہ صاحبِ تفسیرِ صافی نے لکھا ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی اپنی کتاب اصول کافی میں وہ روایات نقل کرتے ہیں جو ان کے نزدیک موثق و معتبر ہوتی ہیں۔

| | |
|---|---|
| انہ یثق بما رواہ فیہ | جو کچھ اس کتاب کافی میں بیان کرتے ہیں |
| (تفسیر صافی ص۱۴ سطر ۱۵) | موثق ہوتا ہے۔ |

ان تینوں وجوہ کو دیکھنے کے بعد حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں ہونا ظاہر و باہر ہے۔

نیز امام جعفر صادقؒ کا فرمان ہے:۔

| | |
|---|---|
| ۹۔ مروی الصدوق فی | شیخ صدوق نے خصال میں روایت کیا |
| الخصال باسنادہ عن ابی | ہے جو کہ اپنی سند سے ابوبصیر سے روایت |
| بصیر عن ابی عبداللہ | کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے |
| قال ولد لرسول اللہ | فرمایا کہ جناب رسول اللہ کو حضرت |

من خديجة القاسم والطاهر وهو عبد الله وام كلثوم ورقية وزينب وفاطمة

خدیجہ سے قاسم، طاہر عبداللہ اور ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

(مراۃ العقول شرح الاصول والفروع۔ ج۱، ص ۳۵۲)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رئیس المفسرین کا فرمان:-

۱۰۔ قال ابن عباس اول من ولد لرسول الله صلی الله علیه وسلم بمكة قبل النبوة القاسم ويكنى به ثم زينب ثم رقية ثم فاطمة ثم ام كلثوم ثم ولد له في الاسلام عبد الله فسمي الطيب والطاهر وامهم جميعا خديجة بنت خويلد

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ معظمہ میں حضور رسول اکرمؐ کو نبوت سے قبل قاسم پیدا ہوئے جن کی وجہ سے آپؐ کی کنیت ابوالقاسم تھی، پھر زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ پھر ام کلثوم پیدا ہوئیں پھر بعثتِ نبوت کے بعد آپؐ کو عبداللہ پیدا ہوئے جن کو طیب و طاہر کہا گیا اور ان سب کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد تھیں۔

(مراۃ العقول، ص ۳۵۲، ج۱)

ائمہ کرام کے ارشادات نقل کرنے کے بعد علماء کے اقوال و فیصلے شیعہ کتابوں سے علامہ تونسوی مدظلہ نے بطور تائید پیش کیے کہ

علماء کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں۔

۱۱۔ قال ابن شهر آشوب في المناقب ولد من خديجة القاسم وعبد الله وهما الطاهر والطيب واربع بنات زينب ورقية وام كلثوم وهي آمنة وفاطمة۔

مرآة العقول ج ۱ ص ۳۵۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے متعلق ابن شہر آشوب نے مناقب میں بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہؓ سے قاسم اور عبداللہ جو کہ طاہر و طیب تھے اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ و ام کلثوم جو کہ آمنہ کہی جاتی تھیں اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

۱۲۔ فقال القرطبي اجمع اهل النقل على انها ولدت له اربع بنات كلهن ادركن الاسلام وهاجرن زينب ورقية وام كلثوم وفاطمة۔

مرآة العقول ج ۱ ص ۳۵۲

قرطبی نے کہا کہ ناقلین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت خدیجہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں، جو چاروں اسلام میں تھیں اور ہجرت کر کے مدینہ میں آئی تھیں اور وہ زینب، رقیہ اور ام کلثوم اور فاطمہ تھیں۔

۱۳۔ اللهم صل على القاسم والطاهر ابني نبيك اللهم صل على رقية بنت نبيك اللهم صل على ام كلثوم

اے اللہ حضرت قاسم اور حضرت طاہر اپنے نبی کے بیٹوں پر رحمت بھیج اور اے اللہ حضرت رقیہ اپنے نبی کی بیٹی پر رحمت بھیج اور اے اللہ حضرت ام کلثوم

CamScanner

بنت نبیک — اپنے نبی کی بیٹی پر رحمت بھیج ۔

تہذیب ج ۱ ص ۱۵۴، کتاب شیعہ ۔ تحفۃ العوام مصنفہ سید احمد علی ص ۱۱۲ ۔

۱۴۔ مشہور آن است کہ دختران آں حضرت چہار نفر بودند وہمہ از حضرت خدیجہ بوجود آمدند
حیات القلوب ج ۲ ص ۵۶۰

مشہور یہی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں جو کہ ساری کی ساری حضرت خدیجہؓ سے پیدا ہوئیں ۔

ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے متعلق لکھا ہے :۔

۱۵۔ چہار دختر از برائے حضرت رسول آورد زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ
ایضاً ص ۵۶۶

حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت خدیجہؓ سے چار بیٹیاں ہوئیں زینب ، رقیہ ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن ۔

۱۶۔ سودہ بنت زمعہ ؓ را با دختران آں حضرتؐ از مکہ آوردند
ایضاً ص ۳۲۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت سودہؓ بنت زمعہ کو حضورؐ کی صاحبزادیوں کے ساتھ مکہ سے لے آئے ۔

۱۷۔ اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد ۔
مجالس المؤمنین، ص ۸۷

اگر نبی علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی عثمان کو دی تھی تو حضرت علی نے اپنی دختر عمر کو دے دی ۔

۱۸۔ فخرج الیہا سرا احد عشر رجلا واربع نسوۃ وھم

حبشہ کی طرف خفیہ ہجرت کر کے جانے والے گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں

عثمان بن عفان و امرئته رقیۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

ان میں سے حضرت عثمان اور ان کی زوجہ محترمہ جو کہ حضرت سیدہ رقیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں۔

شیعہ تفسیر مجمع البیان، ج ۳ ص ۲۲۳

۱۹۔ عیاشی روایت کردہ است کہ از حضرت صادق پرسیدند کہ آیا حضرت رسول دختر خود را بعثمان داد، حضرت فرمود بلے۔

عیاشی نے روایت کی کہ امام جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت عثمان کو دی تھی؟ تو امام صادق نے فرمایا ہاں دی تھی۔

حیات القلوب ج ۲ ص ۵۶۳

۲۰۔ جمعے از علماء خاصہ و عامہ را اعتقاد آں است کہ رقیہ و ام کلثوم دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر کہ پیش از حضرت رسول داشتہ و حضرت ایشاں را تربیت کردہ بود و دختر حقیقی آں جناب نبودند و بعضے گفتہ اند کہ دختران ہالہ خواہر خدیجہ بودند

علماء کی ایک جماعت کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت رقیہ و ام کلثوم حضرت خدیجہ کی پہلے خاوند سے بیٹیاں تھیں جو حضورؐ سے پہلے تھا اور آں حضرتؐ نے ان کی پرورش فرمائی تھی حضورؐ کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں اور اور بعض علماء نے کہا کہ یہ دونوں حضرت خدیجہ رضؓ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔

---

و بر نفی ایں دو قول روایات معتبرہ دلالت می کنند (ایضاً ص ۵۶)

ان دونوں قول کی تردید پر معتبر روایات دلالت کرتی ہیں۔

شیعہ مجتہد محمد باقر مجلسی نے واضح کر دیا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ صاجزادیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ ربیبہ تھیں یا حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی لڑکیاں تھیں، ان دونوں کی بات کو ائمہ کرام کی معتبر روایات غلط قرار دیتی ہیں۔ کیوں کہ ائمہ کرام کے واضح فرمان اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ یہ چاروں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاجزادیاں تھیں۔

ان حوالہ جات کے پیش کرنے کے بعد حضرت علامہ تونسوی نے فرمایا۔

کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ کرام کے غلام ہیں ان کے فیصلوں پر ہمارا ایمان ہے۔ جب ان حضرات کے معتبر ارشادات ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں چار ہیں تو ہم ان کا کیسے انکار کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب ان مذکورہ حوالہ جات کو دیکھنا چاہیں تو کتابیں موجود ہیں، بخوشی آکر دیکھ لیں اور پوری تسلی کر لیں۔ اگر کسی صاحب کا کوئی سوال اور خدشہ ہو تو محبت اور پیار سے تشفی کر سکتے ہیں۔

تو بعض حضرات نے وہاں اس مسئلہ بنات کے بارے میں حسب ذیل سوال کیے اور حضرت علامہ تونسوی مدظلہ نے ان کو حسب ذیل جوابات دے کر ان کی تسلی تشفی کر دی۔

**سوال** ہم آپ کے پیش کردہ دلائل سے اس بات پر تو یقین کر چکے ہیں

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں واقعی چار تھیں لیکن واقعۂ تطہیر اور واقعۂ مباہلہ کے وقت ان کو کیوں شامل نہیں کیا گیا اور صرف حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کو شامل کیا گیا۔

**جواب** تفسیر حسینی پ ۲۲ آیتِ تطہیر کے موقع پر لکھا ہوا ہے کہ آیتِ تطہیر ۹ھ میں نازل ہوئی تھی۔ اور منتہی الآمال ج ۱ صہ ۶۹ پر ہے کہ قصۂ مباہلہ نصاریٰ نجران وقائع سال ہجری ۱۰ھ۔ ان حوالوں سے ثابت ہے کہ آیتِ تطہیر ۹ھ میں اور آیتِ مباہلہ ۱۰ھ میں نازل ہوئی تھی جس وقت جناب سیدہ فاطمہؓ کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تینوں صاحبزادیاں فوت ہوچکی تھیں۔

| | |
|---|---|
| ورقیہ در سال دوم ہجری در ہنگامے کہ جنگِ بدر بود وفات کرد<br>منتہی الآمال ج ۱ ص ۸۰ | حضرت رقیہ ۲ھ میں جب کہ جنگِ بدر ہو رہی تھی وفات پا گئیں۔ |
| زینب در مدینہ در سالِ ہفتم ہجرت و در روایتے در سالِ ہشتم برحمتِ الٰہی واصل شد۔<br>حیات القلوب ج ۲ ص ۵۶۰ | حضرت بی بی زینب مدینہ میں ۷ھ میں اور ایک روایت ہے کہ ۸ھ میں وفات پاکر رحمتِ الٰہی میں چلی گئیں۔ |
| سوم ام کلثوم و او را نیز عثمان بعد از رقیہ تزویج نمود۔ و گویند کہ در سال ہفتم ہجرت برحمتِ ایزدی | حضورؐ کی تیسری بیٹی ام کلثوم جن کی شادی حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ سے ہوئی تھی |

واصل شد۔ ۸ھ میں وفات پاکر رحمت الٰہی میں
حیات القلوب ج۲ ص ۵۶۰ پہنچ گئیں۔

ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ ان دونوں آیاتِ تطہیر ومباہلہ کے نزول سے پہلے تینوں صاحبزادیاں فوت ہو چکی تھیں۔

**سوال** ہمارے مذہب شیعہ کے لوگ کہتے ہیں کہ اگر واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ہوتیں تو ان کی شادی ابولہب کے کسی لڑکے سے ہرگز نہ ہوتی۔

**جواب** علامہ باقر مجلسی شیعوں کے مجتہدِ اعظم نے اپنی مشہور کتاب حیات القلوب میں لکھا ہے کہ ابولہب کے لڑکے سے صرف نکاح ہوا تھا شادی اور رخصتی نہ ہوئی تھی۔

| | |
|---|---|
| عتبہ پسر ابولہب اورا تزویج نمود در مکہ وپیش از دخول او را طلاق گفت۔ | ابولہب کے بیٹے عتبہ سے سیدہ رقیہ کا مکہ میں نکاح ہوا تھا، شادی سے پہلے اس نے طلاق دے دی۔ |

حیات القلوب ج۲ ص ۵۶۰

**سوال** ہمارے مذہب شیعہ کے لوگ تو کہتے ہیں کہ اگر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ہوتیں تو کافروں سے ان کا نکاح ہرگز نہ ہوتا۔

**جواب** آپ کے شیعہ حضرات مانیں یا نہ مانیں لیکن ان کی شیعہ کتابوں میں ان کے مجتہد لکھ گئے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں

تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے حسب ذیل وجوہ کے باعث نکاح کر دیے تھے۔

۱۔ مشہور آن ست کہ دختران آنحضرت چہار نفر بودند اول زینب و حضرت پیش از بعثت و حرام شدن دختر بکافراں دادن اورا بابو العاص بن ربیع تزویج نمود۔

مشہور یہی ہے کہ حضورؐ کی چار صاحبزادیاں تھیں جو سب حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئی تھیں جن کا نکاح حضورؐ نے اپنی بعثت سے پہلے اور کافروں کو لڑکیاں دینے کی حرمت سے پہلے ابوالعاص بن ربیع سے کر دیا تھا۔

حیات القلوب ج ۲ ص ۵۶۰

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو جو اپنی صاحبزادیوں کے رشتے دیے تھے محمد باقر مجلسی شیعوں کا مجتہد اعظم اس کے متعلق لکھتا ہے:۔

ممکن است کہ تزویج کردن حضرت دختران خود را یا دختران خدیجہ را باو پیش ازاں باشد کہ حق تعالیٰ حرام گرداند دختر دادن بکافراں۔

ممکن ہے کہ عثمان کو حضورؐ نے اپنی بیٹیاں یا حضرت خدیجہ کی بیٹیاں اس وقت نکاح کر دی تھیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو لڑکیاں دینا حرام نہ کیا تھا۔

ایضاً ج ۲ ص ۵۶۰

پس اگر دختر بعثمان دادہ باشد

حضورؐ نے اپنی بیٹی عثمان کو دی تھی تو

بنابراں کہ در ظاہر داخل مسلماناں
بودہ است دلالت نمی کند بر آں کہ
در باطن کافر نبودہ است بلکہ تالیفِ
قلبِ ایشاں و دختر خواستن از
ایشاں و دختر دادن بایشاں در
ترویج دین اسلام و اعلاء کلمۂ
حق مدخلیت عظیم داشتہ درینہا
مصالح بسیار بود کہ اکثر آنہا بر
عاقل متامل پوشیدہ نیست و
اگر آں جناب اظہار نفاق ایشاں
مے نمود و اسلام ظاہر ایشاں را
قبول نمی فرمود بآں جناب بغیر از
قلیلے از ضعفاء نمی ماندند۔ چنانچہ
بعد ازاں جناب باامیر المؤمنین
علیہ السلام بغیر از سہ چہار نفر
نماندند۔

اس وجہ سے کہ ظاہر میں مسلمان تھا تو یہ
بیٹی دینا اس بات پر دلالت نہیں کرتا
کہ وہ باطن میں کافر نہ تھا بلکہ (باوجود کفر)
ان لوگوں کے دلوں کو نرم و مائل کرنے کیلیے
اور ان لوگوں سے لڑکیاں لینا یا ان کو
لڑکیاں دینا دین اسلام کی ترقی اور
کلمۂ حق کی بلندی میں بڑا دخل و اثر رکھتا تھا
اور ان میں بہت سی مصلحتیں تھیں جو کہ سوچنے
والے عقل مند پر مخفی نہیں اگر جناب رسول اللہ
ان لوگوں کے نفاق (باطنی کفر) کو ظاہر
کرتے اور ان کے بظاہر مسلمان کہلانے کو
قبول نہ کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ محض قلیل سے کمزور آدمیوں کے سوا
کوئی نہ رہتا جیسے کہ نبی پاکؐ کے بعد حضرت
امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے ساتھ سوائے
تین چار آدمیوں کے کوئی مسلمان نہ رہا۔

حیات القلوب ج ص ۵۶۱

شیعہ مجتہد لکھتا ہے:۔

**دامادی عثمان پر نظر** ہمارے نبی نے مختلف قبیلوں سے ناطے لیے

اور ان میں سے بعض کو دیے محض اس غرض سے کہ جو ظاہر دشمن ہیں اس رابطہ کے پیدا ہونے سے نرم ہو جائیں اور حق کو سن کر قبول کریں یا اشاعتِ اسلام میں ظاہر مخالفت کر کے رکاوٹ پیدا نہ کریں گویا ابتداءِ اسلام میں ہر امر میں اشاعتِ اسلام کو اہم ترین تصور کیا گیا اور خاص تدابیر عمل میں لائی گئیں ۔
(فلک النجاۃ شیعہ ج۱ ص۳۸۶)

تو شیعہ حضرات کی کتابوں کے حوالہ جات سے ثابت ہے کہ کفار سے نکاح کی حرمت سے پہلے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کا نکاح ابولہب کے بیٹوں وغیرہ سے کر دیا تھا۔ دوسرے یہ کہ دینِ اسلام کی اشاعت اور ترقی و ترویج اور دینی مصالح کے پیشِ نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے منافقین کے ساتھ جن کے باطنی کفر کو بخوبی جانتے رشتے کرتے رہے اور ان کے نفاق کو بھی ظاہر نہ فرماتے تھے، ورنہ بجز چند کمزور آدمیوں کے آپؐ کے ساتھ کوئی نہ رہتا جس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علیؓ کے ساتھ تین چار آدمیوں کے سوا کوئی نہ رہا۔ العیاذ باللہ

شیعہ حضرات کی اس دوسری تاویل و توجیہ سے شانِ نبوت بھی مجروح ہو جاتی ہے اس کے بجائے اگر صرف اسی پر اکتفار کرتے کہ حرمت کا حکم آنے سے پہلے یہ نکاح ہوئے تھے تو شانِ نبوت پر زد نہ پڑتی جس طرح کہ ابو علی طبرسی شیعہ مجتہد و مفسر نے حضرت لوط علیہ السلام کے واقعہ میں لکھا ہے :۔

| | |
|---|---|
| كان يجوز في شرعه تزويج | حضرت لوط علیہ السلام کی شرع میں |
| المؤمنة من الكافر وكذا | مومنہ کی شادی کافر سے جائز تھی، |
| كان يجوز ايضاً في مبدأ | اسی طرح ابتداء اسلام میں بھی جائز تھی |
| الاسلام وقد زوج النبي | جس کے باعث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے |
| صلى الله عليه وسلم بنته | اپنی بیٹی کی شادی ابو العاص بن ربیع |
| من ابي العاص بن الربيع | کے ساتھ اس کے اسلام لانے سے |
| قبل ان يسلم ثم نسخ | پہلے کر دی تھی۔ پھر یہ حکم اسلام میں |
| ذلك ۔ | منسوخ ہو گیا۔ |

تفسیر مجمع البیان، ج ۳ ص ۱۸۴

شیعہ مفسر و مجتہد کی تفسیر کے اس حوالہ سے بھی واضح ہوا کہ کفار سے نکاح کی حرمت کے حکم سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا نکاح ابو العاص ابن ربیع سے کر دیا تھا۔

شیعہ مجتہدین نے اپنے ائمہ معصومین کے ارشادات کو مانتے ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں ان کے نکاح کے بارے میں مذکورہ بالا توجیہات کیں۔ تعجب ہے موجودہ دور کے ان لوگوں پر جو ان نکاحوں کو دیکھ کر ائمہ معصومین کے ارشادات کا انکار کرتے اور ان پاک بیبیوں کو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے نکالتے اور ان کے لیے دوسرے باپ تجویز کرتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم اور اولادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کھُلی

عداوت ہے۔

**سوال** مذہب اہل سنت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی شادی کن لوگوں سے ہوئی ؟

**جواب** تاریخ کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ قرآن مجید کے اُترنے سے پہلے قریش میں باہم نکاح شادیوں کا طریقہ جاری تھا، جو کہ اپنے آپ کو ملتِ ابراہیمی پر کہلاتے تھے اسی طریقے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور سیدنا علی رضؓ کے والدین اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح ہوا تھا۔ قریش اپنے خاندان اور رشتہ داروں میں جس سے مناسب سمجھتے تھے رشتہ ناطہ کر لیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ زینبؓ نے جب عرصۂ بلوغ میں قدم رکھا تو آپؐ نے انہیں ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے خواہر زادہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیاہ دیا۔ چوں کہ چچا ابولہب سے رشتہ داری کے عام مراسم و روابط قائم تھے آپؐ نے اپنی منجھلی صاحبزادیاں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا بھی نابالغی حالت میں ابولہب کے لڑکوں سے نکاح کر دیا۔ اور جب سورۂ لہب کے نزول پر وہ آپؐ کا علانیہ دشمن ہوگیا تو اس نے دونوں شاہزادیوں کو شادی ہونے سے پہلے طلاق دلوادی۔ اس وقت یہ دونوں بچیاں نابالغہ ہی تھیں۔ جب سیدہ رقیہ عمر بلوغ کو پہنچیں تو آپؐ نے

انھیں حضرت عثمان بن عفان رضؓ کی زوجیت میں دے دیا۔ ان کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام کلثوم کو بھی حضرت عثمانؓ کے عقد میں دے دیا۔ چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان کے عقد میں آئیں وہ ذوالنورین کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ کہتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے سوا کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ کسی نبی کی دو بیٹیاں اس کے نکاح میں آئی ہوں۔

اور چوتھی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا علی المرتضیٰ رضؓ سے ہوا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔

**خلاصہ** اہل سنت کے نزدیک حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحبزادیوں کی شادی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت ابوالعاص بن ربیع رضؓ سے ہوئی تھی جو کہ سارے کے سارے مومن کامل تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر طرح وفادار و جاں نثار تھے۔ اور عتبہ اور عتیبہ ابولہب کے بیٹوں کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ایک دن بھی نہیں گئیں اور نہ ان سے شادی کی نوبت آئی۔ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب حیات القلوب جلد دوم ص۵۵۹ پر اور منتہی الآمال ج۱ ص۷۹ پر بھی مرقوم ہے کہ ان چاروں صاحبزادیوں کی شادی حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ

سے ہوئی۔

**سوال** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا نکاح امتیوں سے یعنی حضرت عثمان رض اور حضرت ابو العاص بن ربیع رض سے کیسے جائز تھا؟

**جواب ۱** یہ سوال پہلے تو شیعہ حضرات کو اپنے ائمہ اور مجتہدین سے کرنا چاہیے جنہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان رض اور حضرت ابو العاص رض سے ہوا تھا۔ حیات القلوب ج ۲ ص ۵۶۱ مرآۃ العقول ص ۳۵۲ فیض الاسلام شرح نہج البلاغۃ۔ ص ۵۱۹۔

**جواب ۲** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول تھے۔ جن لوگوں نے آپ کو مانا اور آپ کا کلمہ طیبہ پڑھا وہ سب آپ کے امتی ہیں، تو اس لحاظ سے حضرت علی رض بھی آپ کے امتی ہیں۔ تو جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا نکاح حضرت علی رض سے جائز تھا حضرت عثمان رض اور ابو العاص رض سے بھی جائز تھا۔

**سوال** حضرت علی رض تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جدی تھے اس لیے ان کا نکاح جائز تھا مگر حضرت عثمان رض اور حضرت ابو العاص رض کا نکاح کیسے جائز ہو سکتا تھا؟

**جواب** جس طرح حضرت علی رض جدی ہیں اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عثمان رض اور حضرت ابو العاص رض بھی جدی ہیں

جن کا شجرۂ نسب حسب ذیل ہے:-

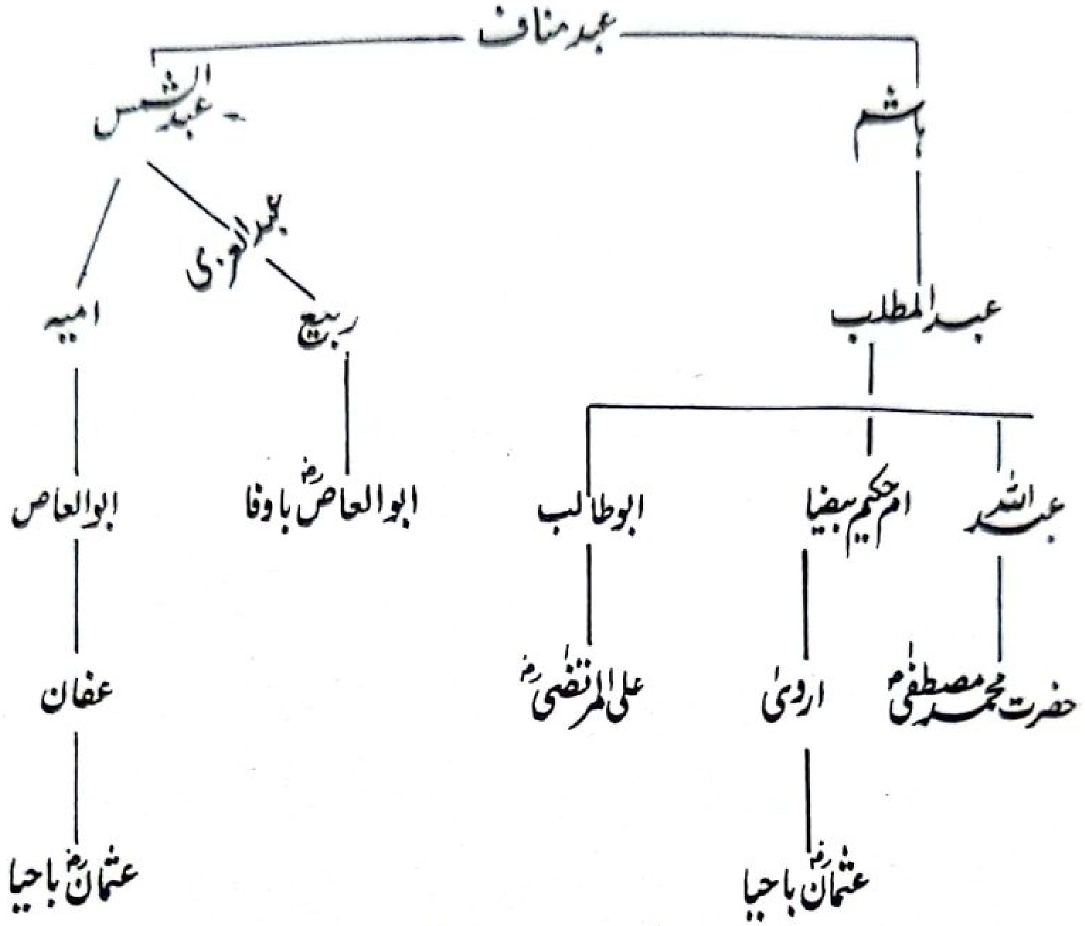


شجرۂ مبارکہ سے واضح ہے کہ حضرت عثمانؓ باحیا اور ابو العاصؓ باوفا یہ دونوں حضرات حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے دادا عبد مناف کی اولاد ہیں۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی ام حکیم بیضاء حضرت عثمانؓ کی نانی تھیں۔ اور حضرت ابو العاصؓ کی والدہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد کی سگی بہن ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تینوں داماد حضرت عثمانؓ باحیا، حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابو العاصؓ باوفا دولتِ ایمان و اسلام سے بھی مالا مال تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب عالی میں بھی قریبی

رشتہ دار اور جدی تھے۔

**سوال** سیّدزادی کا نکاح غیر سیّد سے کیسے جائز ہے ؟

**جواب** حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فتویٰ اور تصدیق شیعہ مذہب کی معتبر کتاب فروع کافی ج۲ جز واول ص۱۴۰، تہذیب ج۲ ص۲۲۵ پر حسبِ ذیل عبارت اس کے متعلق ثابت ہے :۔

| | |
|---|---|
| ۱۔ العجم یجوز ان یتزوجوا فی العرب قال نعم فالعرب یتزوجوا من قریش قال نعم فقریش یتزوجوا من بنی ہاشم؟ قال نعم۔ | عجمیوں کے لیے جائز ہے کہ عربوں سے شادی کریں اور عربوں کے لیے جائز ہے کہ قریش سے شادی کریں اور قریش کے لیے جائز ہے کہ بنی ہاشم سے شادی کریں۔ |

۲۔ شیعہ مذہب کی مشہور کتاب فقہ میں ہے :۔

| | |
|---|---|
| یجوز نکاح العربیۃ العجمی والهاشمیۃ غیر الهاشمی شرائع الاسلام ص۱۸۳ | عربی عورت کا نکاح عجمی مرد کے ساتھ اور ہاشمی عورت کا نکاح غیر ہاشمی مرد کے ساتھ جائز ہے۔ |

اور اس فتوے کی تصدیق اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ سیّدہ زینب جو حضرت علی المرتضیٰؓ اور سیّدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی بیٹی ہیں ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے ہوا تھا حالانکہ وہ سیّد نہیں صرف حضرت علیؓ کے جدی ہیں۔

تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوالعاصؓ

سے بھی نکاح یک جدی ہونے کی وجہ سے بالکل صحیح اور جائز تھا۔

**سوال** کیا حضرت علیؓ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں ؟

**جواب** بے شک حضرت علیؓ حضورؐ کے امتی ہیں اور کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ میں داخل ہیں۔ امیر المؤمنین نہ نبی ہیں نہ خدا ہیں، اگر نبی کی امت سے بھی نہیں تو کیا ہیں ؟

**سوال** اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہوتیں تو جناب سیّدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے برابر اُن کی بھی شان ہوتی۔

**جواب** ایک ماں باپ کی اولاد کا دینی اور دنیاوی امور میں برابر نہ ہونے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ وہ ایک ماں باپ کی اولاد بھی نہ ہوں جیسے حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ تینوں بھائی اور مومن کامل اور تینوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ لیکن کمالات و درجات اور شان میں حضرت علیؓ اپنے دونوں بھائیوں سے بہت بلند اور ارفع و اعلیٰ ہیں، تو شان میں برابر نہ ہونے سے یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ وہ حضرت علیؓ کے بھائی بھی نہیں۔ اور یہ ایک بین چیز ہے کہ ایک ماں باپ کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے دینی اور دنیاوی امور میں کئی قسم کے فرق اور امتیازات رکھے ہیں تو جناب سیّدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی شان اور درجات کی وجہ سے یہ کہنا غلط ہے کہ باقی تینوں بہنیں اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں ہوتیں تو ان کی شان بھی سیدہ فاطمہؓ کی مثل ہوتی۔

مخفی نہ رہے کہ جب حضرت علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی نے

ہزاروں مسلمانوں کے مجمع میں کتب شیعہ دکھا دکھا کر ائمہ معصومین کے معتبر اقوال سے دلائل پیش کیے تو شیعہ مناظر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دلائل کی کثرت سے مجمع پر تاثیر دیکھ کر نہایت ہی مجبور و متحیر ہو کر ندامت سے سر جھکائے میدانِ مناظرہ سے بھاگ نکلا۔ اس وقت شیعہ مناظر کی یاس و نا امیدی کی حالت و کیفیت قابلِ دید تھی کہ اتنے زبردست مجمع میں کوئی ایک حوالہ بھی حضرت علامہ تونسوی مدظلہ العالی کے مقابلہ میں پیش نہ کر سکا۔ شیعہ حضرات کے سخت اصرار و مجبور کرنے پر جو ایک حوالہ تحریف و چالاکی کر کے دکھایا تھا اس میں بھی غلط بیانی اور تحریف کے باعث سخت شرمساری اور ذلت کا منہ دیکھنا پڑا۔ ہمارے اس بیان کی تائید و تصدیق تمام علاقے کے ہزاروں مسلمانوں سے جو اس مجمع میں موجود تھے حلفیہ طور پر کرائی جا سکتی ہے کہ کیا شیعہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے کوئی ایک حوالہ شرائط کے مطابق میدان مناظرہ میں اپنے فرار ہونے تک پیش کیا تھا؟ اگر کوئی حوالہ پیش کیا تھا تو شیعہ کی کس کتاب سے اور کس امام معصوم کا معتبر فرمان تھا اور اس کے الفاظ کیا تھے۔ ہم تو حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ شیعہ مناظر جب تک وہاں رہا نہایت پریشان و پشیمان تھا اور کوئی حوالہ نہ دکھا سکا۔ ہمارے خیال میں اس کے پاس نہ کوئی حوالہ تھا اور نہ حضرت علامہ تونسوی مدظلہ کے دلائل کا جواب تھا۔ ورنہ ایسے مقابلہ اور اس قدر مجمع میں سے کبھی اس طرح شرمسار ہو کر نہ نکلتا۔

حضرت علامہ تونسوی مدظلہ کے بیان کردہ دلائل کی یہ روئیداد ہم نے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے لیے شائع کر دی ہے تاکہ جو شیعہ اور سُنی حضرات وہاں موجود نہ تھے وہ اصل واقعات اور وہاں بیان کردہ دلائل کو دیکھ کر حق اور حقیقت کو پا سکیں اور کسی کی کذب بیانی اور جھوٹے پروپیگنڈے کو سچ نہ سمجھ بیٹھیں۔

کیونکہ ہمارے سننے میں آیا ہے کہ بعض غیر ذمہ دار شیعہ لوگ دوسرے اضلاع میں یہ کہہ رہے ہیں کہ اس مناظرہ میں کئی آدمی شیعہ ہو گئے جو سراسر افتراء و جھوٹ ہے۔ شاید ان لوگوں نے اس کو بھی ثواب سمجھ کر یہ جھوٹا پروپیگنڈہ کیا ہو ؂

کیا جو جھوٹ کا شکوہ تو یہ جواب ملا
تقیہ ہم نے کیا تھا ہمیں ثواب ملا

حضرت علامہ تونسوی کے بیان کردہ دلائل اپنے اندر اتنی قوت و صداقت رکھتے ہیں کہ ان کی تردید قیامت تک کسی سے نہیں ہو سکتی۔
جس شخص کو آزمانا ہو آزمالے ؂

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

متلاشئ حق کے لیے ان دلائل میں ہدایت پانے کا کافی سامان موجود ہے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

CS CamScanner

ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہلِ بیت کے فرمانوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپؐ کے اصحاب کرامؓ اور اہلِ بیتِ عظامؓ کی سچی عقیدت و محبت پر دائم قائم رکھے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

---


## ناشر

شعبۂ تالیف و تصنیف

مدرسہ عربیہ جامعہ عثمانیہ رجسٹرڈ

تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخان


CS CamScanner

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

# حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین

ٹیلیگرام چینل

# جامعہ انوار الصحابہؓ ایک نظر میں

○ الحمدللہ! اکابر علماء و بزرگانِ دین کی خصوصی دُعاؤں اور بابرکت ہاتھوں سے جامعہ انوار الصحابہ کا ۱۹۹۲ء میں سنگِ بنیاد رکھا گیا۔

○ جامعہ میں شعبۂ تحفیظ کی سترہ ۱۷ کلاسیں ہیں جس میں محنتی اور مشفق قراء کرام تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

○ جامعہ کو درس نظامی دورۂ حدیث تک تمام شعبہ جات میں ماہر و تجربہ کار اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں۔

○ سالانہ تعطیلات میں تفسیر القرآن، دورۂ صرف و نحو (عربی گرامر) اور مناظرہ اَدیانِ باطلہ پڑھائے جاتے ہیں۔ جس میں ملک کے طول و عرض سے علماء کرام اور کراچی شہر کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد استفادہ کرتے ہیں۔

○ جامعہ اور اس کی شاخوں سمیت مقیم طلبہ (مہمانانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعداد چھ ۶ سو سے متجاوز ہے۔ نیز طالبات کی تعداد تقریباً دو سو پچاس ۲۵۰ ہے جو کہ غیر رہائشی ہیں۔

نوٹ: جامعہ میں طلبہ وطالبات کی دینی، علمی اور اخلاقی تربیت پر مشتمل عملہ ہمہ وقت مصروفِ عمل ہے۔ جامعہ تمام مقیم طلبہ (مہمانانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) کی جملہ ضروریات کا کفیل ہے جبکہ جامعہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے تمام اخراجات اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مخیر حضرات کے صدقات وعطیات اور زکوٰۃ سے پورے فرماتے ہیں۔

الداعی الی الخیر

اراکین جامعہ انوار الصحابہ میٹروول III، بلاک ۲، گلزارِ ہجری، کراچی

فون: ۰۲۱-۳۴۶۴۱۴۰۴-۳۴۶۵۰۹۸۸